بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ المؤمنون (23)

آیت نمبر (31 تا 38)

ترجمہ

ثُمَّ اَنْشَاْنَا	مِنْۢ بَعْدِهِمْ	قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۚ﴿۳۱﴾	فَاَرْسَلْنَا	فِيْهِمْ	رَسُوْلًا	مِّنْهُمْ
پھر ہم نے اٹھایا	ان کے بعد	ایک دوسری امت کو	پھر ہم نے بھیجا	ان میں	ایک رسول	ان میں سے

اَنِ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ	مَا لَكُمْ	مِّنْ اِلٰهٍ	غَيْرُهٗ ؕ	اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾
کہ	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	نہیں ہے تمہارے لیے	کوئی بھی الٰہ	اس کے علاوہ	تو کیا تم لوگ تقوی نہیں کروگے

وَقَالَ	الْمَلَاُ	مِنْ قَوْمِهِ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَكَذَّبُوْا	بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ
اور کہا	سرداروں نے	ان کی قوم میں سے	وہ لوگ جنہوں نے	انکار کیا	اور جھٹلایا	آخرت والی ملاقات کو

وَ	اَتْرَفْنٰهُمْ	فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ	مَا هٰذَآ	اِلَّا	بَشَرٌ
حالانکہ	ہم نے خوشحالی دی تھی ان کو	دنیوی زندگی میں	(کہ) نہیں ہے یہ	مگر	ایک بشر

مِّثْلُكُمْ ۙ	يَاْكُلُ	مِمَّا	تَاْكُلُوْنَ	مِنْهُ	وَيَشْرَبُ	مِمَّا	تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ۙ
تم لوگ جیسا	وہ کھاتا ہے	اس میں سے	تم لوگ کھاتے ہو	جس سے	اور وہ پیتا ہے	اس سے جس سے	تم لوگ پیتے ہو

وَلَئِنْ	اَطَعْتُمْ	بَشَرًا	مِّثْلَكُمْ	اِنَّكُمْ	اِذًا
اور بیشک اگر	تم لوگوں نے اطاعت کی	ایک ایسے بشر کی جو	تمہارے جیسا ہے	تو بیشک تم لوگ	تب تو

لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ۙ	اَيَعِدُكُمْ	اَنَّكُمْ	اِذَا	مِتُّمْ
یقیناً خسارہ پانے والے ہو	کیا وہ وعدہ کرتا ہے تم سے	کہ تم لوگ	جب	بے جان ہوجاؤ گے

وَكُنْتُمْ	تُرَابًا	وَّعِظَامًا	اَنَّكُمْ	مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ۙ	هَيْهَاتَ
اور تم لوگ ہوجاؤ گے	ایک مٹی	اور کچھ ہڈیاں	تو یہ کہ تم لوگ	نکالے جانے والے ہو	بہت دور (کی کوڑی) ہے

هَيْهَاتَ	لِمَا	تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ۙ	اِنْ	هِيَ	اِلَّا	حَيَاتُنَا الدُّنْيَا
بہت دور (کی کوڑی) ہے	وہ جس کے لئے	تم سے وعدہ کیا جاتا ہے	نہیں ہے	یہ	مگر	ہماری دنیوی زندگی

نَمُوْتُ	وَنَحْيَا	وَمَا نَحْنُ	بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾ۙ	اِنْ	هُوَ	اِلَّا
ہم مرتے ہیں	اور ہم جیتے ہیں	اور ہم نہیں ہیں	(دوبارہ) اٹھائے جانے والے	نہیں ہے	وہ	مگر

رَجُلُ	افْتَرٰى	عَلَى اللّٰهِ	كَذِبًا	وَّمَا نَحْنُ	لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾
ایک ایسا آدمی جس نے	گھڑا	اللہ پر	ایک جھوٹ	اور ہم نہیں ہیں	اس کی بات ماننے والے

نوٹ:1

آیت۔37۔میں نَمُوْتُ وَ نَحْيَا کے الفاظ پر غور کرنے سے اس قوم کا طرز فکر سامنے آتا ہے۔اس کا کہنا ہے کہ ہم خود مرتے ہیں اور ہم خود ہی زندہ رہتے ہیں۔نہ ہم کو کوئی مارنے والا ہے اور نہ کوئی زندگی دینے والا ہے۔زندگی اور موت کا سلسلہ ایک خودکار سسٹم ہے جس میں کسی کا کوئی بھی دخل نہیں ہے۔اس لئے دوبارہ زندہ ہونے کا کوئی سوال نہیں ہے۔اور اس دنیا کو بنانے والا اللہ تو ہے لیکن اس کو بنانے کے بعد اس کا آٹومیٹک سوئچ آن کر کے اب وہ اس سے بے تعلق ہو گیا ہے اور اب یہاں جو کچھ ہو رہا ہے خودبخود ہو رہا ہے۔اس لئے اللہ کو کوئی پیغمبر بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔اگر کوئی ایسا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔

1348

ہمارے زمانے کے دہریوں نے برسوں کی تحقیق اور ریسرچ کے بعد انکشاف کیا ہے کہ یہ کائنات بھی خودبخود وجود میں آئی ہے اور اس کا بنانے والا کوئی نہیں ہے۔اس طرح لوگوں نے حضرت نوحؑ کے بعد قوم کے قدیم نظریہ کی اصولی طور پر تصدیق کی ہے کہ دنیا میں سب اس لئے خودبخود ہو رہا ہے کہ یہ کائنات ہی خودبخود وجود میں آئی ہے۔البتہ ان لوگوں نے قدیم نظریہ کو اس کے منطقی انجام تک پہنچایا ہے اور اسے اپنے الفاظ کا جامعہ پہنایا ہے۔آج کی دہریت کا نظریہ کوئی نیا نظریہ نہیں ہے۔یہ بڑی قدیم شراب ہے،صرف اس کی بوتل نئی ہے۔اور شراب جتنی قدیم ہوا اتنی زیادہ نشہ آور ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ اس شراب سے ہم سب کو اپنی امان میں رکھے۔

آیت نمبر(36تا43)

غ ث و

(ن)	غَثْوًا	نالے میں کوڑا کرکٹ زیادہ ہونا۔
	غُثَاءٌ	سیلاب کے جھاگ میں ملے ہوئے گلے سڑے پتے، تنکے وغیرہ۔زیر مطالعہ آیت۔۴۱۔

و ت ر

(ض)	وَتْرًا	کسی کے مال یا حق میں کمی کرنا۔﴿ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴾ (47/محمد:35)''اور وہ ہرگز کمی نہیں کرے گا تمہارے اعمال میں۔''
	وَتْرٌ	طاق عدد۔﴿ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴾ (89/الفجر:3)''جفت اور طاق کی قسم۔''
(تفاعل)	تَوَاتُرًا	وقفہ سے ایک دوسرے کے پیچھے آنا۔
	تَتْرٰی	(اس کو وَتْرٰی کے بجائے تَتْرٰی بولتے اور لکھتے ہیں) ایک ایک کر کے آنا۔لگاتار آنا۔زیر مطالعہ آیت۔۴۴۔

ترکیب

آیت۔40۔عَمَّا قَلِيْلٍ دراصل عَنْ قَلِيْلٍ ہے اور اس میں مَا زائدہ ہے۔عربی محاورہ میں یہ عَنْ قَلِيْلٍ اور عَمَّا قَلِيْلٍ دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اور دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی تھوڑی دیر سے۔اردو محاورہ میں یہ مفہوم عنقریب کے لفظ سے ادا ہوتا ہے۔
آیت۔44۔لفظ تَتْرٰی کی یا کو گرا کر یہاں تَتْرَا لکھا گیا ہے یہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے ورنہ عام عربی میں اسے الف مقصورہ کے ساتھ تَتْرٰی ہی لکھا جاتا ہے۔

ترجمہ

قَالَ	رَبِّ	انْصُرْنِيْ	بِمَا	كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾	قَالَ
(رسول) نے کہا	اے میرے رب	تو نصرت کر میری	بسبب اس کے جو	انہوں نے جھٹلایا مجھ کو	(اللہ نے) کہا

عَمَّا قَلِيْلٍ	لَّيُصْبِحُنَّ	نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾	فَاَخَذَتْهُمُ	الصَّيْحَةُ 1348
عنقریب	یہ لوگ لازماً ہو جائیں گے	پشیمان ہونے والے	پھر پکڑا انکو	ایک چنگھاڑ نے

بِالْحَقِّ	فَجَعَلْنٰهُمْ	غُثَآءً ج	فَبُعْدًا	لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾
حق کے ساتھ	تو ہم نے کر دیا ان کو	گلی سڑی گھاس پھوس	پس دوری ہو	ظلم کرنے والی قوم کے لیے

ثُمَّ اَنْشَاْنَا	مِنْۢ بَعْدِهِمْ	قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾	مَا تَسْبِقُ	مِنْ اُمَّةٍ
پھر ہم نے اٹھایا	ان کے بعد	کچھ دوسری امتوں کو	آگے نہیں نکلتی	کوئی بھی امت

اَجَلَهَا	وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾	ثُمَّ اَرْسَلْنَا	رُسُلَنَا	تَتْرَا ط
اپنے (خاتمے کے) وقت سے	اور نہ وہ لوگ پیچھے رہتے ہیں	پھر ہم نے بھیجا	اپنے رسولوں کو	لگاتار

كُلَّمَا	جَآءَ	اُمَّةً	رَّسُوْلُهَا	كَذَّبُوْهُ	فَاَتْبَعْنَا	بَعْضَهُمْ
جب کبھی بھی	آیا	کسی امت کے پاس	اس کا رسول	تو انہوں نے جھٹلایا اس کو	تو ہم نے پیچھے لگایا	ان کے بعض کو

بَعْضًا	وَّجَعَلْنٰهُمْ	اَحَادِيْثَ ج	فَبُعْدًا	لِّقَوْمٍ	لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾
بعض کے (یعنی یکے بعد دیگرے ہلاک کیا)	اور ہم نے بنا دیا ان کو	داستانیں	پس دوری ہو	ایسی قوم کے لئے جو	ایمان نہیں لاتے

نوٹ:1

اوپر آیت۔31 میں لفظ قرن آیا ہے اور یہاں آیت 42۔ میں قرون جمع ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے بعد تدریجاً حضرت نوحؑ کی نسل سے متعدد قومیں اٹھیں اور ان میں سے ہر ایک کی ہدایت واصلاح کے لئے خدا نے اپنے رسول بھیجے۔ قوموں کی تعداد میں جتنا اضافہ ہوتا گیا اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے انتظام میں اسی رفتار سے اضافہ فرمایا۔ یہاں تک کہ ایک ہی دور میں الگ الگ قوموں میں الگ الگ رسول بھی آئے۔ اگرچہ تاریخوں میں تفصیل نہیں ملتی لیکن حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کا ایک زمانے میں ہونا قرآن سے معلوم ہے۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ اور حضرت شعیبؑ ایک ہی دور کے رسول ہیں۔ لیکن جس قوم کے پاس بھی اس کا رسول آیا اس نے اس کی تکذیب کی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یکے بعد دیگرے ہر قوم کو خدا نے ہلاکت کے اسی گڑھے میں ڈال دیا جس میں اس کی پیش رو قوم کو ڈالا تھا۔ جن کو اپنی قوت وشوکت اور عروج پر بڑا ناز تھا وہ ماضی کی ایک داستان بن کر رہ گے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (45 تا 50)

م ع ن

(ف)

مَعْنًا: پانی کا نرم رفتار سے بہنا۔

مَعِيْنٌ: فعیل کے وزن پر صفت ہے۔ بہنے والا پانی۔ جاری پانی۔ زیر مطالعہ آیت۔50۔

اَلْمَاعُوْنُ: گھر میں برتنے کا سامان۔ ﴿وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴿۷﴾﴾ (7:/107) ''اور منع کرتے ہیں برتنے کی چیزوں سے۔''

ترجمہ

ثُمَّ اَرْسَلْنَا	مُوْسٰى	وَاَخَاهُ	هٰرُوْنَ ۵	بِاٰيٰتِنَا
پھر ہم نے بھیجا	موسیٰؑ کو	اور ان کے بھائی	ہارونؑ کو	اپنی نشانیوں کے ساتھ

وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝٤٥	اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ	فَاسْتَكْبَرُوْا	وَكَانُوْا 1348
اور ایک واضح دلیل کے ساتھ	فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف	تو انہوں نے بڑائی کی	اور وہ لوگ تھے

قَوْمًا عَالِيْنَ ۝٤٦	فَقَالُوْٓا	اَنُؤْمِنُ	لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا	وَ	قَوْمُهُمَا
ایک سرکشی کرنے والی قوم	پھر انہوں نے کہا	کیا ہم بات مان لیں	اپنے جیسے دو آدمیوں کی	اس حال میں کہ	ان دونوں کی قوم

لَنَا عٰبِدُوْنَ ۝٤٧	فَكَذَّبُوْهُمَا	فَكَانُوْا	مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۝٤٨
ہماری غلامی کرنے والی ہے	پھر انہوں نے جھٹلایا ان دونوں کو	نتیجتاً وہ لوگ ہوئے	ہلاک کئے جانے والوں میں سے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا	مُوْسَى	الْكِتٰبَ	لَعَلَّهُمْ	يَهْتَدُوْنَ ۝٤٩	وَجَعَلْنَا	ابْنَ مَرْيَمَ
اور بیشک ہم نے دی تھی	موسیٰؑ کو	کتاب	شاید وہ لوگ	ہدایت پائیں	اور ہم نے بنایا	مریم کے بیٹے کو

وَاُمَّهٗٓ	اٰيَةً	وَّاٰوَيْنٰهُمَآ	اِلٰى رَبْوَةٍ	ذَاتِ قَرَارٍ	وَّمَعِيْنٍ ۝٥٠
اور ان کی والدہ کو	ایک نشانی	اور ہم نے ٹھکانہ دیا دونوں کو	ایک ایسے ٹیلے کی طرف جو	قرار والا تھا	اور رواں پانی والا تھا

نوٹ: 1

آیت۔50۔ میں یہ نہیں فرمایا کہ ایک نشانی ابن مریم (یعنی عیسیٰؑ) تھے اور ایک نشانی خود بی بی مریم تھیں اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ ابن مریم اور اس کی ماں کو دو نشانیاں بنایا۔ بلکہ فرمایا یہ ہے کہ وہ دونوں مل کر ایک نشانی بنائے گئے۔ اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ باپ کے بغیر ابن مریم کا پیدا ہونا اور مرد کی صحبت کے بغیر بی بی مریم کا حاملہ ہونا ہی وہ چیز ہے جو ان دونوں کو ایک نشانی بناتی ہے جو لوگ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش بے پدر کے منکر ہیں وہ ماں اور بیٹے کے ایک آیت ہونے کی کیا توجیہ کریں گے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (51 تا 61)

ترکیب

(آیت۔۵۳)۔ باب تفعل میں زیادہ تر افعال لازم آتے ہیں۔ لیکن تَقَطَّعَ فعل لازم اور فعل متعدی، دونوں معانی میں آتا ہے۔ اس لیے اس آیت میں فَتَقَطَّعُوْا کو فعل متعدی اور اَمْرَهُمْ کو اس کا مفعول مان کر جو ترجمے کئے گئے ہیں وہ درست ہیں۔ ان کو غلط نہیں کہہ سکتے۔ ہمارے استاد محترم پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم نے فَتَقَطَّعُوْا کو فعل لازم اور اَمْرَهُمْ کو تمیز مانا ہے۔ اپنے ترجمہ میں ہم حافظ صاحب مرحوم کی رائے کو ترجیح دینے کے بجائے عام ترجمہ کریں گے کیونکہ یہ زیادہ عام فہم ہے۔ (آیت۔۵۵) اَنَّمَا کلمہ حصر نہیں ہے۔ بلکہ اَنَّ کے ساتھ ماصولہ ہے جس کو یہاں ملا کر لکھ گیا ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ	كُلُوْا	مِنَ الطَّيِّبٰتِ	وَاعْمَلُوْا	صَالِحًا ؕ
اے رسولو	آپ لوگ کھائیں	پاکیزہ (چیزوں) میں سے	اور آپ لوگ عمل کریں	نیک

اِنِّيْ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	عَلِيْمٌ ۝٥١ ؕ	وَاِنَّ	هٰذِهٖٓ	اُمَّتُكُمْ
بیشک میں	اس کو جو	آپ لوگ عمل کرتے ہیں	جاننے والا ہوں	اور بیشک	یہ	تم سب کا دین ہے

اُمَّةً وَّاحِدَةً	وَّاَنَا	رَبُّكُمْ	فَاتَّقُوْنِ ۝٥٢	فَتَقَطَّعُوْٓا	اَمْرَهُمْ
ایک ہی دین ہوتے ہوئے	اور میں ہی	تم سب کا رب ہوں	پس میرا تقویٰ کرو	پھر لوگوں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا	اپنے کام کو

بَيۡنَهُمۡ	زُبُرًا	كُلُّ حِزۡبٍۭ	بِمَا	لَدَيۡهِمۡ	فَرِحُوۡنَ ﴿۵۳﴾ 1348
آپس میں	ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہوئے	ہر ایک گروہ	اس کے ساتھ جو	ان کے پاس ہے	اترانے والے ہیں

فَذَرۡهُمۡ	فِىۡ غَمۡرَتِهِمۡ	حَتّٰى حِيۡنٍ ﴿۵۴﴾	اَيَحۡسَبُوۡنَ	اَنَّمَا
پس آپ چھوڑ دیں ان کو	ان کی مدہوشی میں	ایک مدت تک	کیا انہوں نے گمان کیا	کہ وہ

نُمِدُّهُمۡ	بِهٖ	مِنۡ مَّالٍ	وَّبَنِيۡنَ ﴿۵۵﴾	نُسَارِعُ	لَهُمۡ
ہم مدد کرتے ہیں ان کی	جس سے	جیسے مال سے	اور اولاد سے	تو ہم جلدی کرتے ہیں	ان کے لیے

فِى الۡخَيۡرٰتِ	بَلۡ	لَّا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۵۶﴾	اِنَّ	الَّذِيۡنَ	هُمۡ	مِّنۡ خَشۡيَةِ رَبِّهِمۡ
بھلائیوں میں	بلکہ	یہ لوگ شعور نہیں رکھتے	بیشک	جو لوگ ہیں کہ	وہ	اپنے رب کے رعب و دبدبہ سے

مُّشۡفِقُوۡنَ ﴿۵۷﴾	وَالَّذِيۡنَ	هُمۡ	بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ	يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۸﴾
ڈرنے والے ہیں	اور جو لوگ ہیں کہ	وہ	اپنے رب کی نشانیوں پر	ایمان لاتے ہیں

وَالَّذِيۡنَ	هُمۡ	بِرَبِّهِمۡ	لَا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۵۹﴾	وَالَّذِيۡنَ	يُؤۡتُوۡنَ
اور جو لوگ ہیں کہ	وہ	اپنے رب کے ساتھ	شریک نہیں کرتے	اور جو لوگ ہیں کہ	وہ دیتے ہیں

مَاۤ	اٰتَوْا	وَّقُلُوۡبُهُمۡ	وَجِلَةٌ	اَنَّهُمۡ	اِلٰى رَبِّهِمۡ	رٰجِعُوۡنَ ﴿۶۰﴾
وہ جو	انہوں نے دیا	اور ان کے دل	ڈرنے والے ہیں	کہ وہ لوگ	اپنے رب کی طرف	لوٹنے والے ہیں

اُولٰٓٮِٕكَ	يُسٰرِعُوۡنَ	فِى الۡخَيۡرٰتِ	وَهُمۡ	لَهَا	سٰبِقُوۡنَ ﴿۶۱﴾
تو یہ لوگ ہی	جلدی کرتے ہیں	بھلائیوں میں	اور وہ ہی	ان کے لیے	سبقت کرنے والے ہیں

نوٹ : 1

یہاں نبیوں کی امتوں کے باب میں قرآن کے مؤقف کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ اس کو نہ سمجھنے کے باعث لوگ شدید غلط فہمیوں میں مبتلا ہوئے ہیں۔ قرآن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ دنیا میں خدا کے جو نبی اور رسول آئے وہ الگ الگ دینوں کی دعوت لے کر آئے اور انہوں نے الگ الگ امتوں کی بنیاد ڈالی۔ بلکہ قرآن کا دعویٰ یہ ہے کہ ہر نبی نے ایک ہی امت کے قائم کرنے کی جدوجہد کی۔ جب قوموں نے اس دین میں بگاڑ پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس بگاڑ کی اصلاح کے لیے دوسرے نبی اور رسول بھیجے۔ انہوں نے اصل دین سے الگ کوئی چیز نہیں پیش کی بلکہ اصل دین کو قائم کرنے پر اپنا سارا زور صرف کیا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضہ ہوا تو انہوں نے اسی دین کے مزید تقاضوں کو نمایاں کیا۔ قرآن اسی مبارک سلسلہ کی آخری کڑی ہے۔ اس نے اصل دین کو، جس کی دعوت آدمؑ و نوحؑ سے لے کر حضرت مسیحؑ تک ہر نبی نے دی، بالکل نکھار کر پیش کر دیا۔ اور اس کے جو پہلو ابھی تشنۂ تکمیل تھے اور جن کی تکمیل کا کام سابق انبیاء کی پیشنگوئیوں کے مطابق آخری بعثت پر اٹھا رکھا گیا تھا، ان کی قرآن نے تکمیل کر دی۔ اس حقیقت کے اعتبار سے تمام قوموں کا اصل دین یہی ہے۔ لیکن قوموں نے تعصب کے سبب سے اس کی مخالفت کی اور اب جس کے پاس جو کچھ ہے، خواہ وہ کتنا ہی تحریف شدہ اور نا تمام ہو، وہ اسی پر اڑا ہوا ہے اور اسی میں مگن ہے۔

(تدبر قرآن)

آیت نمبر (62 تا 70)

س	م	ر

(ن) سَمَرًا — رات کو باتوں میں گزارنا اور نہ سونا۔

سَامِرٌ — رات میں داستان گوئی کی مجلس۔ جماعت۔ زیر مطالعہ آیت۔67۔

ترجمہ

وَلَا نُكَلِّفُ	نَفْسًا	اِلَّا	وُسْعَهَا	وَلَدَيْنَا
اور ہم پابند نہیں کرتے	کسی جان کو	مگر	اس کی وسعت کے مطابق	اور ہمارے پاس

كِتٰبٌ	يَّنْطِقُ	بِالْحَقِّ	وَهُمْ	لَا يُظْلَمُوْنَ ۝٦٢
ایک ایسا لکھا ہوا ریکارڈ ہے	جو بولے گا	حق کے ساتھ	اور ان پر	ظلم نہیں کیا جائے گا

بَلْ قُلُوْبُهُمْ	فِيْ غَمْرَةٍ	مِّنْ هٰذَا	وَلَهُمْ	اَعْمَالٌ	مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ
بلکہ ان کے دل	غفلت میں ہیں	اس سے	اور ان کے	کچھ (اور) اعمال ہیں	اس کے علاوہ

هُمْ	لَهَا	عٰمِلُوْنَ ۝٦٣	حَتّٰٓى	اِذَآ	اَخَذْنَا	مُتْرَفِيْهِمْ
یہ لوگ	جن کے	کرنے والے ہیں	یہاں تک کہ	جب	ہم پکڑیں گے	ان کے خوشحال لوگوں کو

بِالْعَذَابِ	اِذَا	هُمْ	يَجْـَٔرُوْنَ ۝٦٤	لَا تَجْـَٔرُوا	الْيَوْمَ
عذاب کے ساتھ	تب ہی	وہ سب	گڑگڑائیں گے	تم لوگ مت گڑگڑاؤ	آج کے دن

اِنَّكُمْ	مِّنَّا	لَا تُنْصَرُوْنَ ۝٦٥	قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ	فَكُنْتُمْ
یقیناً تمہاری	ہماری طرف سے	مدد نہیں کی جائے گی	ہماری آیتیں تم کو پڑھ کر سنائی جاتی تھیں	پھر تم لوگ

عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ	تَنْكِصُوْنَ ۝٦٦	مُسْتَكْبِرِيْنَ	بِهٖ	سٰمِرًا
اپنی ایڑیوں پر	پلٹ جاتے تھے	بڑے بنتے ہوئے	ان (آیات) سے	داستان گوئی کی جماعت ہوتے ہوئے

تَهْجُرُوْنَ ۝٦٧	اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا	الْقَوْلَ	اَمْ	جَآءَهُمْ	مَّا	لَمْ يَاْتِ
تم لوگ ترک کرتے تھے (آیات کو)	تو کیا انہوں نے غور وفکر نہیں کیا	اس کلام پر	یا	آیا ان کے پاس	وہ جو	نہیں پہنچا

اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝٦٨	اَمْ	لَمْ يَعْرِفُوْا	رَسُوْلَهُمْ	فَهُمْ	لَهٗ
ان کے پہلے آباء واجداد کو	یا	انہوں نے نہیں پہچانا	اپنے رسول کو	تو وہ	اس کا

مُنْكِرُوْنَ ۝٦٩	اَمْ يَقُوْلُوْنَ	بِهٖ	جِنَّةٌ	بَلْ	جَآءَهُمْ	بِالْحَقِّ
انکار کرنے والے ہیں	یا وہ لوگ کہتے ہیں	اس کو	کوئی دیوانگی ہے	بلکہ	وہ آیا ان کے پاس	حق کے ساتھ

وَاَكْثَرُهُمْ	لِلْحَقِّ	كٰرِهُوْنَ ۝٧٠
اور ان کے اکثر	حق سے	کراہیت کرنے والے

نوٹ:1 پچھلی آیتوں میں بتایا گیا کہ بھلائیاں لوٹنے والے اور سبقت کر کے انہیں پا لینے والے کون لوگ ہیں اور ان کی صفات کیا ہیں؟ اس مضمون کے بعد یہ فرمایا کہ ہم کسی کو اس کی مقدرت سے زیادہ کی تکلیف نہیں دیتے، یہ معنی رکھتا ہے کہ یہ سیرت، یہ اخلاق اور یہ کردار کوئی فوق البشری چیز نہیں ہے۔ تم ہی جیسے گوشت پوست کے انسان اس روش پر چل کر دکھا رہے ہیں۔ لہٰذا تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ تم سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ کیا جا رہا ہے جو انسانی مقدرت سے باہر ہے۔ انسان کو تو مقدرت اس رویے کی بھی حاصل ہے جس پر تم چل رہے ہو اور اس کی بھی حاصل ہے جس پر تمہاری اپنی قوم کے چند اہل ایمان چل رہے ہیں۔ اب فیصلہ جس چیز پر ہے وہ صرف یہ ہے کہ ان دونوں امکانی رویوں میں سے کون کس کا انتخاب کرتا ہے۔ اس انتخاب میں غلطی کر کے اگر آج تم اپنی محنتیں برائیاں سمیٹنے میں صرف کر دیتے ہو تو کل اس کا خمیازہ بھگتنے سے تم کو یہ جھوٹی معذرت نہیں بچا سکے گی کہ بھلائیوں تک پہنچنے کا راستہ ہماری مقدرت سے باہر تھا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (71 تا 78)

ن ک ب

(ن)

نَكُبًا	کسی جگہ سے ہٹ جانا۔
نِكَابَةً	مددگار رہنا۔ قابل بھروسہ ہونا۔
نَاكِبٌ	اسم الفاعل ہے۔ ہٹ جانے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 74۔
مَنْكِبٌ	ج مَنَاكِبُ۔ اسم الظرف ہے۔ بھروسے کی جگہ یعنی کندھا۔ شانہ۔ ﴿فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا﴾ (67/الملک:15) ''تو تم لوگ چلو اس کے یعنی زمین کے کندھوں میں۔''

ل ج ج

(ض۔س)

لَجَاجًا	کسی کام میں برابر لگے رہنا۔ اصرار کرنا۔ اڑے رہنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 75
لُجَّةً	پانی کا ذخیرہ۔ پانی کی گہرائی۔ ﴿فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً﴾ (27/النمل:44) ''پھر اس نے دیکھا اس کو تو وہ سمجھی اس کو پانی کا ایک ذخیرہ۔''
لُجِّيٌّ	اسم نسبت ہے۔ پانی کے ذخیرے والا۔ بے پایاں سمندر۔ ﴿اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ﴾ (24/النور:40) ''یا کچھ اندھیروں کی مانند کسی بے پایاں سمندر میں۔''

ترجمہ

وَلَوِ	اتَّبَعَ	الْحَقُّ	اَهْوَآءَهُمْ	لَفَسَدَتِ	السَّمٰوٰتُ
اور اگر	پیروی کرتا	حق	ان کی خواہشات کی	تو یقیناً بگاڑ کا شکار ہو جاتے	آسمان

وَالْاَرْضُ	وَمَنْ	فِيْهِنَّ	بَلْ	اَتَيْنٰهُمْ	بِذِكْرِهِمْ	فَهُمْ
اور زمین	اور وہ جو	ان میں ہیں	بلکہ	ہم لائے ان کے پاس	ان کا ذکر	تو وہ لوگ

عَنْ ذِكْرِهِمْ	مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧١﴾	اَمْ	تَسْـَٔلُهُمْ	خَرْجًا	فَخَرَاجُ رَبِّكَ
اپنے ذکر سے	اعراض کرنے والے ہیں	یا	آپ مانگتے ہیں ان سے	کوئی اجرت	تو آپ کے رب کی (دی ہوئی) اجرت

خَیۡرٌ ؕ	وَّهُوَ	خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ ﴿۷۲﴾	وَاِنَّكَ	لَتَدۡعُوۡهُمۡ 1348
بہتر ہے	اور وہ	رزق دینے والوں کا سب سے بہتر ہے	اور بیشک آپؐ	یقیناً بلاتے ہیں ان کو

اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۷۳﴾	وَاِنَّ الَّذِیۡنَ	لَا یُؤۡمِنُوۡنَ	بِالۡاٰخِرَةِ
ایک سیدھے راستے کی طرف	اور بیشک وہ لوگ جو	ایمان نہیں لاتے	آخرت پر

عَنِ الصِّرَاطِ	لَنٰكِبُوۡنَ ﴿۷۴﴾	وَلَوۡ	رَحِمۡنٰهُمۡ	وَكَشَفۡنَا
اس راستے سے	یقیناً ہٹ جانے والے ہیں	اور اگر	ہم رحم کرتے ان پر	اور ہم کھول دیتے

مَا	بِهِمۡ	مِّنۡ ضُرٍّ	لَّلَجُّوۡا	فِیۡ طُغۡیَانِهِمۡ	یَعۡمَهُوۡنَ ﴿۷۵﴾
اس کو جو	ان کو تھی	کسی قسم کی تکلیف	تو وہ ضرور اڑے رہتے	اپنی سرکشی میں	بھٹکتے ہوئے

وَلَقَدۡ اَخَذۡنٰهُمۡ	بِالۡعَذَابِ	فَمَا اسۡتَكَانُوۡا	لِرَبِّهِمۡ
اور بیشک ہم نے پکڑا تھا ان کو	عذاب کے ساتھ	تو وہ لوگ نہیں جھکے	اپنے رب کے لیے

وَمَا یَتَضَرَّعُوۡنَ ﴿۷۶﴾	حَتّٰۤی اِذَا	فَتَحۡنَا	عَلَیۡهِمۡ	بَابًا	ذَا عَذَابٍ شَدِیۡدٍ
اور نہ وہ گڑگڑائے	یہاں تک کہ جب	ہم نے کھولا	ان پر	ایک دروازہ	ایک سخت عذاب والا

اِذَا	هُمۡ فِیۡهِ	مُبۡلِسُوۡنَ ﴿۷۷﴾ ع
تب ہی	وہ اس میں	شدید ناامید ہونے والے ہیں

نوٹ : 1

آیت ۔ 71 ۔ میں لفظ ذکر کے تین معانی ممکن ہیں اور تینوں ہی صحیح بیٹھتے ہیں ۔ (1) ذکر بمعنی بیان فطرت ۔ اس لحاظ سے آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم کسی دوسرے عالم کی بات نہیں کر رہے ہیں بلکہ ان کی اپنی ہی فطرت اور اس کے تقاضے ان کے سامنے پیش کر رہے ہیں تاکہ وہ بھولے ہوئے سبق کو یاد کریں مگر وہ اسے قبول کرنے سے کترا رہے ہیں ۔ (2) ذکر بمعنی نصیحت ۔ یعنی یہ ان ہی کے بھلے کے لیے ایک نصیحت ہے اور ان کا یہ فرار اپنی ہی بھلائی کی بات سے ہے ۔ (3) ذکر بمعنی شرف و اعزاز ۔ یعنی ہم وہ چیز ان کے پاس لائے ہیں جسے یہ قبول کریں تو ان کو سرفرازی نصیب ہوگی ۔ اس سے ان کی روگردانی اپنی ہی ترقی اور اٹھان کے ایک زریں موقع سے روگردانی ہے ۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (78 تا 83)

ترکیب

(آیت ۔ 78 (۔ تَشۡكُرُوۡنَ کا مفعول قَلِیۡلًا ہے اس کے ساتھ ما اسے غیر معین کرنے کے لیے ہے ۔ دیکھیں آیت ۔ 2/26 ، نوٹ ۔ 1 ۔ (آیت 78) ۔ اصول یہ ہے کہ ضمیر مستتر پر اگر کچھ عطف کرنا ہو تو پھر اسے ظاہر کر کے عطف کرتے ہیں ۔ جیسے یہاں وُعِدۡنَا میں وُعِدَ کا نائب فاعل اس میں شامل نَحۡنُ کی ضمیر ہے ۔ اس پر وَاٰبَاؤُنَا کو عطف کرنا تھا ۔ اس لیے اس کو ظاہر کر کے نَحۡنُ وَاٰبَاؤُنَا آیا ہے ۔ وُعِدَ کا مفعول ثانی هٰذَا ہے اور محلاً ہے حالت نصب میں ہے ۔

ترجمہ

وَهُوَ	الَّذِیۡۤ	اَنۡشَاَ	لَكُمُ	السَّمۡعَ	وَالۡاَبۡصَارَ	وَالۡاَفۡـِٕدَةَ ؕ
اور وہ	وہ ہے جس نے	بنایا	تمہارے لیے	سماعت	اور بصارتیں	اور دل

قَلِيْلًا مَّا	تَشْكُرُوْنَ ۷۸	وَهُوَ	الَّذِیْ	ذَرَاَ	كُمْ	1348 فِی الْاَرْضِ
بہت ہی تھوڑا	تم لوگ شکر کرتے ہو	اور وہ	وہ ہے جس نے	بکھیرا	تم لوگوں کو	زمین میں

وَاِلَيْهِ	تُحْشَرُوْنَ ۷۹	وَهُوَ	الَّذِیْ	يُحْیٖ	وَيُمِيْتُ
اور اس کی طرف ہی	تم لوگ اکٹھا کئے جاؤ گے	اور وہ	وہ ہے جو	زندگی دیتا ہے	اور موت دیتا ہے

وَلَهُ	اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۸۰	بَلْ	قَالُوْا	مِثْلَ مَا
اور اس ہی کا (کام) ہے	دن اور رات کو آگے پیچھے لانا	تو کیا تم لوگ عقل نہیں کرو گے	بلکہ	انہوں نے کہا	اس کے جیسا جو

قَالَ	الْاَوَّلُوْنَ ۸۱	قَالُوْٓا	ءَاِذَا	مِتْنَا	وَكُنَّا	تُرَابًا	وَّعِظَامًا
کہا	اگلے لوگوں نے	انہوں نے کہا	کیا جب	ہم مر جائیں گے	اور ہو جائیں گے	کچھ مٹی	اور کچھ ہڈیاں

ءَاِنَّا	لَمَبْعُوْثُوْنَ ۸۲	لَقَدْ وُعِدْنَا	نَحْنُ	وَاٰبَآؤُنَا
تو کیا ہم	ضرور (دوبارہ) اٹھائے جانے والے ہیں	بیشک وعدہ کیا گیا ہے	ہم سے	اور ہمارے آباؤ اجداد سے

هٰذَا	مِنْ قَبْلُ	اِنْ هٰذَآ	اِلَّآ	اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۸۳
یہ (یعنی اس کا)	اس سے پہلے	نہیں ہے یہ	مگر	پہلے لوگوں کی کہانیاں

نوٹ: 1 انسان کو یہ صلاحیت حاصل ہے کہ وہ آثار کو دیکھ کر ان دیکھے حقائق تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ مثلاً کسی جگہ سے اگر دھواں اٹھ رہا ہو تو وہ سمجھ جاتا ہے کہ وہاں آگ لگی ہوئی ہے حالانکہ آگ اسے نظر نہیں آتی۔ اس کی صلاحیت ان نعمتوں کی مرہونِ منت ہے جو اللہ نے اسے حواس خمسہ اور دل و دماغ کی شکل میں دی ہوئی ہیں۔ ان نعمتوں کا اصل مصرف یہی ہے کہ اس کائنات میں ہر طرف پھیلی ہوئی نشانیوں کو دیکھ کر انسان ان حقائق کو سمجھے جو اس کے حواس خمسہ کی پہنچ سے بلند تر ہیں۔ اب اگر انسان ان نعمتوں کو دنیا جہان کے کاموں کے لیے تو استعمال کرے لیکن ان کے اصل مصرف کے لیے استعمال نہ کرے تو یہ کفرانِ نعمت ہے جس کو یہاں قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ کہا گیا ہے۔

آیت نمبر (84 تا 92)

ترجمہ

قُلْ	لِّمَنِ	الْاَرْضُ	وَمَنْ	فِيْهَآ	اِنْ كُنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ ۸۴
آپ کہیے	کس کی (ملکیت) ہے	زمین	اور وہ (سب) جو	اس میں ہیں	اگر تو لوگ	جانتے ہو

سَيَقُوْلُوْنَ	لِلّٰهِ ؕ	قُلْ	اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۸۵	قُلْ	مَنْ	رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ
وہ لوگ کہیں گے	اللہ کی ہے	آپ کہیے	تو کیا تم لوگ نصیحت نہیں پکڑو گے	آپ کہیے	کون	سات آسمانوں کا مالک

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۸۶	سَيَقُوْلُوْنَ	لِلّٰهِ ؕ	قُلْ	اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۸۷
اور عرشِ عظیم کا مالک ہے	وہ لوگ کہیں گے	(وہ سب) اللہ کے ہیں	آپ کہیے	تو کیا تم لوگ تقوی اختیار نہیں کرو گے

قُلْ	مَنْۢ	بِيَدِهٖ	مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ	وَّهُوَ	يُجِيْرُ
آپ کہیے	کون ہے	جس کے ہاتھ میں	ہر چیز کی بادشاہت ہے	اور وہ	پناہ دیتا ہے

وَلَا یُجَارُ	عَلَیْهِ	اِنْ كُنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ ۝۸۸	سَیَقُوْلُوْنَ
اور پناہ نہیں دی جاتی (کسی کو)	اس کے مقابلہ میں	اگر تم لوگ	جانتے ہو	وہ لوگ کہیں گے

لِلّٰهِ ؕ	قُلْ	فَاَنّٰی	تُسْحَرُوْنَ ۝۸۹	بَلْ	اَتَیْنٰهُمْ
(یہ بادشاہت) اللہ کی ہے	آپؐ کہیے	تو کہاں سے	تم لوگوں پر جادو کیا جاتا ہے	بلکہ	ہم لائے ان کے پاس

بِالْحَقِّ	وَاِنَّهُمْ	لَكٰذِبُوْنَ ۝۹۰	مَا اتَّخَذَ	اللّٰهُ	مِنْ وَّلَدٍ
حق کو	اور بیشک یہ لوگ	یقیناً جھوٹے ہیں	نہیں بنائی	اللہ نے	کسی قسم کی کوئی بھی اولاد

وَّمَا كَانَ	مَعَهٗ	مِنْ اِلٰهٍ	اِذًا	لَّذَهَبَ	كُلُّ اِلٰهٍ	بِمَا
اور نہیں ہے	اس کے ساتھ	کسی قسم کا کوئی بھی الٰہ	تب تو	ضرور لے جاتا	ہر الٰہ	اس کو جو

خَلَقَ	وَلَعَلَا	بَعْضُهُمْ	عَلٰی بَعْضٍ ؕ	سُبْحٰنَ اللّٰهِ	عَمَّا
اس نے پیدا کیا	اور ضرور چڑھائی کرتا	ان کا بعض	بعض پر	اللہ کی پاکیزگی ہے	اس سے جو

یَصِفُوْنَ ۝۹۱	عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ	فَتَعٰلٰی	عَمَّا	یُشْرِكُوْنَ ۝۹۲
یہ لوگ بتاتے ہیں	جو موجود اور غائب کا جاننے والا ہے	تو وہ بلند ہوا	اس سے جو	یہ لوگ شریک کرتے ہیں

نوٹ: 1

آیت۔88۔ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پناہ دیتا ہے اور اس سے کسی کو پناہ نہیں دی جاتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے عذاب اور مصیبت یا رنج و تکلیف سے پناہ دے دے اور کسی کی مجال نہیں کہ اس کے مقابلہ پر کسی کو پناہ دے کر اس کے عذاب یا تکلیف سے بچالے۔ یہ بات دنیا کے اعتبار سے بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو کوئی نفع پہنچانا چاہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا اور جس کو کوئی تکلیف دینا چاہے اس سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ اور آخرت کے اعتبار سے بھی صحیح ہے کہ جس کو وہ عذاب میں مبتلا کرے گا اس کو کوئی بچا نہ سکے گا اور جس کو وہ جنت اور راحت دے گا اس کو کوئی روک نہ سکے گا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (93 تا 101)

ھ م ز

(ن۔ض) **ھَمْزًا** چٹکی لینا یا چبھونا۔ غیب کرنا۔ طعنہ دینا۔

ھَمْزَةٌ ج ھَمَزَاتٌ۔ اسم ذات ہے۔ چٹکی۔ چھیڑ۔ وسوسہ۔ زیر مطالعہ آیت۔97۔

ھُمَزَةٌ صفت ہے۔ طعنہ زن۔ ﴿وَیْلٌ لِّكُلِّ ھُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝۱﴾ (104/الھمزۃ:1) ”تباہی ہے ہر ایک طعنہ زن عیب جو کے لیے“

ھَمَّازٌ مبالغہ ہے۔ کثرت سے طعنہ دینے والا۔ ﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِیْنٍ ۝۱۰ ھَمَّازٍ﴾ (68/القلم:10، 11) ”اور کہنا مت مانو ہر ایک کثرت سے بیکار قسمیں کھانے والے کی کثرت سے طعنہ دینے والے کی۔“

ن س ب

(ن۔ص) **نَسَبًا** رشتہ داری بیان کرنا۔

نَسَبٌ ج اَنْسَابٌ۔ رشتہ داری۔ زیر مطالعہ آیت۔۱۰۱۔

ترجمہ

قُلْ	رَّبِّ	اِمَّا تُرِيَنِّيْ	مَا	يُوْعَدُوْنَ ۙ﴿۹۳﴾
آپؐ کہیے	اے میرے رب	اگر تو ضرور ہی دکھائے مجھ کو	وہ جو	ان لوگوں سے وعدہ کیا جاتا ہے

رَبِّ	فَلَا تَجْعَلْنِيْ	فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾	وَاِنَّا	عَلٰٓي اَنْ
اے میرے رب	تب تو نہ بنانا مجھ کو	ظلم کرنے والی قوم میں	اور بیشک ہم	اس پر کہ

نُّرِيَكَ	مَا	نَعِدُ	هُمْ	لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾	اِدْفَعْ	بِالَّتِيْ
ہم دکھائیں آپؐ کو	وہ جو	ہم وعدہ کرتے ہیں	ان سے	یقیناً قدرت رکھنے والے ہیں	آپؐ دفع کریں	اس سے جو (کہ)

هِيَ	اَحْسَنُ	السَّيِّئَةَ ۭ	نَحْنُ	اَعْلَمُ	بِمَا	يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾
وہی	سب سے بہتر ہے	برائی کو	ہم ہی	سب سے زیادہ جاننے والے ہیں	اس کو جو	یہ بتاتے ہیں

وَقُلْ	رَّبِّ	اَعُوْذُ بِكَ	مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۙ﴿۹۷﴾	وَاَعُوْذُ بِكَ
اور آپؐ کہیے	اے میرے رب	میں تیری پناہ میں آتا ہوں	شیطانوں کے وسوسوں سے	اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں

رَبِّ	اَنْ	يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾	حَتّٰٓي	اِذَا	جَاۗءَ	اَحَدَهُمُ
اے میرے رب	کہ	وہ (شیاطین) حاضر ہوں میرے پاس	یہاں تک کہ	جب	آئے	ان کے کسی ایک کے پاس

الْمَوْتُ	قَالَ	رَبِّ	ارْجِعُوْنِ ۙ﴿۹۹﴾	لَعَلِّيْٓ	اَعْمَلُ	صَالِحًا
موت	تو وہ کہے	اے میرے رب	تو لوٹا دے مجھ کو	شاید کہ میں	عمل کروں	نیک

فِيْمَا	تَرَكْتُ	كَلَّا ۭ	اِنَّهَا	كَلِمَةٌ	هُوَ	قَاۗىِٕلُهَا ۭ
اس میں جو	میں نے چھوڑا	ہرگز نہیں	بیشک یہ	ایک بات ہے	وہ	کہنے والا ہے جس کو

وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ	بَرْزَخٌ	اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾	فَاِذَا	نُفِخَ
اور ان کے پیچھے	ایک پردہ ہے	اس دن تک کہ وہ لوگ اٹھائے جائیں گے	پھر جب	پھونکا جائے گا

فِي الصُّوْرِ	فَلَآ اَنْسَابَ	بَيْنَهُمْ	يَوْمَىِٕذٍ	وَّلَا يَتَسَاۗءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾
صور میں	تو کسی قسم کی رشتہ داریاں نہ ہوں گی	ان کے درمیان	اس دن	اور نہ وہ باہم پوچھیں گے (ایک دوسرے کو)

نوٹ:1 کسی رسول کی تکذیب کی صورت میں قوم پر جو عذاب آیا کرتا ہے قریش کو جب اس سے ڈرایا جاتا تو وہ رسول اللہ ﷺ سے مطالب کرتے کہ اگر آپؐ سچے ہیں تو وہ عذاب لے آئیں۔ قرآن نے جگہ جگہ اس کا جواب دیا ہے۔ مثلاً سورۂ یونس کی آیت 46 اور سورہ رعد کی آیت۔40۔ میں ہے کہ یا تو اس عذاب کا کچھ حصہ آپؐ کو ہم دکھا دیں گے یا ہم آپؐ کو وفات دیں گے ان آیات میں اس بات کو مبہم چھوڑ دیا گیا کہ وہ عذاب آپؐ کی زندگی میں آئے گا یا آپؐ کی وفات کے بعد آئے گا۔ زیر مطالعہ آیات۔93۔94۔ اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے ساتھیوں کے غلبہ اور آپؐ کے دشمنوں کی ہلاکت کا وقت اب قریب ہے اور یہ بات آپؐ کی حیات مبارکہ میں ہی واقع ہو

گی۔ یہ اشارہ یوں نکلتا ہے کہ آپ ؐ کو تلقین کی گئی کہ آپ ؐ دعا کریں کہ اے رب اگر تو وہ عذاب میری زندگی میں لانے والا ہے تو مجھے اپنے دامن
1348
میں رکھنا۔ اس دعا میں جو بشارت ہے اور مکذبین کے لیے آخری وارننگ ہے وہ بالکل واضح ہے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (102 تا 106)

ل ف ح

(ف) لَفْحًا — جھلس دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۰۴۔

ک ل ح

(ف) کُلُوْحًا — منہ بگاڑنا۔ منہ بسورنا

کَالِحٌ — اسم الفاعل ہے۔ منہ بگاڑنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۰۴۔

ترجمہ

فَمَنْ	ثَقُلَتْ	مَوَازِيْنُهٗ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۱۰۲	وَمَنْ
پس وہ	بھاری ہوئے	جس کے پلڑے	تو وہ لوگ	ہی فلاح پانے والے ہیں	اور وہ

خَفَّتْ	مَوَازِيْنُهٗ	فَاُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	خَسِرُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	فِيْ جَهَنَّمَ
ہلکے ہوئے	جس کے پلڑے	تو وہ لوگ	وہ ہیں جنہوں نے	گھاٹے میں ڈالا	اپنے آپ کو	جہنم میں

خٰلِدُوْنَ ۝۱۰۳	تَلْفَحُ	وُجُوْهَهُمُ	النَّارُ	وَهُمْ	فِيْهَا	كٰلِحُوْنَ ۝۱۰۴
ہمیشہ رہنے والے ہیں	جھلس دے گی	ان کے چہروں کو	آگ	اور وہ	اس میں	منہ بسورنے والے ہوں گے

اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى	عَلَيْكُمْ	فَكُنْتُمْ	بِهَا	تُكَذِّبُوْنَ ۝۱۰۵
کیا میری آیات پڑھ کر نہیں سنائی جایا کرتی تھیں	تم لوگوں کو	پھر تم لوگ	ان کو	جھٹلایا کرتے تھے

قَالُوْا	رَبَّنَا	غَلَبَتْ	عَلَيْنَا	شِقْوَتُنَا	وَكُنَّا	قَوْمًا	ضَآلِّيْنَ ۝۱۰۶
وہ لوگ کہیں گے	اے ہمارے رب	غالب ہوئی	ہم پر	ہماری بدبختی	اور ہم تھے	ایک ایسی قوم جو	گمراہ تھی

رَبَّنَآ	اَخْرِجْنَا	مِنْهَا	فَاِنْ	عُدْنَا	فَاِنَّا	ظٰلِمُوْنَ ۝۱۰۷
اے ہمارے رب	تو نکال ہم کو	اس سے	پھر اگر	ہم دوبارہ کریں	تو بیشک ہم	ظلم کرنے والے ہوں گے

قَالَ	اخْسَـُٔوْا	فِيْهَا	وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝۱۰۸	اِنَّهٗ
(اللہ تعالیٰ) کہے گا	تم لوگ دفع ہو جاؤ	اس میں	اور تم لوگ کلام مت کرو مجھ سے	حقیقت یہ ہے کہ

كَانَ فَرِيْقٌ	مِّنْ عِبَادِيْ	يَقُوْلُوْنَ	رَبَّنَآ	اٰمَنَّا	فَاغْفِرْ لَنَا
ایک فرقہ تھا	میرے بندوں میں سے	وہ لوگ کہتے تھے	اے ہمارے رب	ہم ایمان لائے	پس تو بخش دے ہم کو

وَارْحَمْنَا	وَاَنْتَ	خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝۱۰۹	فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ	سِخْرِيًّا
اور تو رحم کر ہم پر	اور تو ہی	رحم کرنے والوں کا بہتر ہی ہے	پھر تم لوگوں نے بنایا ان کو	مذاق کا نشانہ

حَتّٰی	اَنۡسَوۡکُمۡ	ذِکۡرِیۡ	وَ کُنۡتُمۡ	مِّنۡهُمۡ	تَضۡحَکُوۡنَ ﴿۱۱۰﴾ 1348
یہاں تک کہ	انہوں نے غافل کر دیا تم لوگوں کو	میری یاد سے	اور تم لوگ	ان سے	ہنسی کیا کرتے تھے

اِنِّیۡ	جَزَیۡتُهُمُ	الۡیَوۡمَ	بِمَا	صَبَرُوۡۤا	اَنَّهُمۡ	هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾
بیشک میں نے	بدلہ دیا ان کو	آج کے دن	بسبب اس کے جو	وہ ثابت قدم رہے	یہ کہ وہ لوگ	ہی کامیاب ہونے والے ہیں

آیت نمبر (112 تا 118)

ع ب ث

(س) عَبَثًا کھیل کود کرنا۔ مذاق کرنا۔ ﴿ اَتَبۡنُوۡنَ بِکُلِّ رِیۡعٍ اٰیَةً تَعۡبَثُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾ ﴾ (26/الشعرآء:128) ''کیا تم لوگ بناتے ہو ہر اونچی زمین پر ایک نشان (پھر راہگیروں سے) مذاق کرتے ہو''

عَبَثٌ لغو۔ بے مقصد۔ زیر مطالعہ آیت ۔۱۱۵۔

ترجمہ

قٰلَ	کَمۡ لَبِثۡتُمۡ	فِی الۡاَرۡضِ	عَدَدَ سِنِیۡنَ ﴿۱۱۲﴾	قَالُوۡا
(اللہ تعالیٰ نے) کہا	تم لوگ کتنا ٹھہرے	زمین میں	برسوں کی گنتی (کے حساب) سے	انہوں نے کہا

لَبِثۡنَا	یَوۡمًا	اَوۡ بَعۡضَ یَوۡمٍ	فَسۡـَٔلِ	الۡعَآدِّیۡنَ ﴿۱۱۳﴾
ہم ٹھہرے	ایک دن	یا ایک دن کا کچھ (حصہ)	پس تو پوچھ لے	شمار کرنے والوں سے

قٰلَ	اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ	اِلَّا	قَلِیۡلًا	لَّوۡ	اَنَّکُمۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۱۴﴾
(اللہ تعالیٰ نے) کہا	تم لوگ نہیں ٹھہرے	مگر	تھوڑا (عرصہ)	اگر	یہ کہ تم لوگ جانتے ہوتے

اَفَحَسِبۡتُمۡ	اَنَّمَا	خَلَقۡنٰکُمۡ	عَبَثًا	وَّ اَنَّکُمۡ
تو کیا تم لوگوں نے گمان کیا	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ہم نے پیدا کیا تم کو	فضول	اور یہ کہ

اِلَیۡنَا	لَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۱۵﴾	فَتَعٰلَی	اللّٰهُ	الۡمَلِکُ الۡحَقُّ ۚ	لَاۤ اِلٰهَ
ہماری طرف	تم لوگ نہیں لوٹائے جاؤ گے	تو بلند ہوا	اللہ	جو حقیقی بادشاہ ہے	کوئی بھی الٰہ نہیں ہے

اِلَّا هُوَ ۚ	رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡکَرِیۡمِ ﴿۱۱۶﴾	وَمَنۡ	یَّدۡعُ	مَعَ اللّٰهِ	اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ	لَا بُرۡهَانَ
مگر وہ	جو عزت والے عرش کا مالک ہے	اور جو	پکارتا ہے	اللہ کے ساتھ	کسی دوسرے الٰہ کو	کوئی بھی دلیل نہیں ہے

لَهٗ	بِهٖ ۙ	فَاِنَّمَا	حِسَابُهٗ	عِنۡدَ رَبِّهٖ ؕ	اِنَّهٗ	لَا یُفۡلِحُ
جس کے لیے	اس کے پاس	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اس کا حساب	اس کے رب کے پاس ہے	حقیقت یہ ہے کہ	فلاح نہیں پاتے

الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۱۱۷﴾	وَقُلۡ	رَّبِّ	اغۡفِرۡ	وَارۡحَمۡ	وَاَنۡتَ	خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿۱۱۸﴾ ع
کفر کرنے والے	اور آپ کہیے	اے میرے رب	تو بخش دے	اور تو رحم کر	اور تو ہی	رحم کرنے والوں کا بہترین ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ النور (24)

آیت نمبر (1 تا 5)

ترجمہ

سُوْرَةٌ	اَنْزَلْنٰهَا	وَفَرَضْنٰهَا	وَاَنْزَلْنَا	فِيْهَآ
(یہ) ایک ایسی سورت ہے	ہم نے اتارا جس کو	اور ہم نے فرض کیا جس کو	اور ہم نے اتارا	جس میں

اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ	لَّعَلَّكُمْ	تَذَكَّرُوْنَ ①	اَلزَّانِيَةُ	وَالزَّانِيْ	فَاجْلِدُوْا
واضح آیات	شاید کہ تم لوگ	نصیحت حاصل کرو	زنا کرنے والی	اور زنا کرنے والا	پس تم لوگ کھال پر مارو

كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا	مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪	وَّلَا تَاْخُذْكُمْ	بِهِمَا
ان دونوں کے ہر ایک کو	ایک سو کوڑے	اور نہ پکڑے تم لوگوں کو	ان دونوں کے بارے میں

رَاْفَةٌ	فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ	اِنْ كُنْتُمْ	تُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ
کوئی نرم دلی	اللہ کے ضابطہ حیات میں	اگر تم لوگ	ایمان رکھتے ہو	اللہ پر	اور آخری دن پر

وَلْيَشْهَدْ	عَذَابَهُمَا	طَآئِفَةٌ	مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ②	اَلزَّانِيْ
اور چاہیے کہ معائنہ کرے	ان دونوں کے عذاب کا	ایک گروہ	مومنوں میں سے	زنا کرنے والی

لَا يَنْكِحُ	اِلَّا	زَانِيَةً	اَوْ مُشْرِكَةً	وَّالزَّانِيَةُ
جماع نہیں کرتا	مگر	کسی زنا کرنے والی سے	یا کسی شرک کرنے والی سے	اور زنا کرنے والی

لَا يَنْكِحُهَآ	اِلَّا	زَانٍ	اَوْ مُشْرِكٌ ۚ	وَحُرِّمَ	ذٰلِكَ
جماع نہیں کرتا اس سے	مگر	کوئی زنا کرنے والا	یا کوئی شرک کرنے والا	اور حرام کیا گیا	یہ

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ③	وَالَّذِيْنَ	يَرْمُوْنَ	الْمُحْصَنٰتِ	ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا
مومنوں پر	اور وہ لوگ جو	تہمت لگاتے ہیں	پاکدامن عورتوں پر	پھر وہ لوگ نہیں لاتے

بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ	فَاجْلِدُوْهُمْ	ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً	وَّلَا تَقْبَلُوْا	لَهُمْ
چار گواہ	تو تم لوگ کھال پر مارو ان کو	اسی کوڑے	اور تم لوگ قبول مت کرو	ان سے

شَهَادَةً	اَبَدًا ۚ	وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ④ ۙ	اِلَّا الَّذِيْنَ	تَابُوْا
کوئی گواہی	کبھی بھی	اور یہ لوگ	ہی نافرمانی کرنے والے	سوائے ان کے جنھوں نے	توبہ کی

مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ	وَاَصْلَحُوْا ۚ	فَاِنَّ اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ⑤
اس کی بعد	اور اصلاح کی (اپنی)	تو بیشک اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

1348

نوٹ:1

زیر مطالعہ آیت۔2۔کا حوالہ اس سے پہلے سورۃ النساء کی آیت 15۔ کے نوٹ۔ ۲ میں آچکا ہے اور وہیں پر رجم کی سزا کی بات ہو چکی ہے۔ اب اس ضمن میں دو ضروری باتیں ذہن نشین کر لیں۔ اولاً یہ کہ ''اسلامی قانون حکومت کے سوا کسی کو یہ اختیار نہیں دیتا کہ وہ زانی اور زانیہ کے خلاف کارروائی کرے۔ اور عدالت کے سوا کسی کو یہ حق نہیں دیتا کہ اس پر سزا دے۔ اس امر پر تمام امت کے فقہاء کا اتفاق ہے۔'' (تفہیم القرآن)۔ ثانیاً یہ کہ جو لوگ ہاتھ کاٹنے اور کوڑے مارنے کی سزا کو وحشیانہ سمجھتے ہیں وہ لوگ کم از کم دنیا کے تجربات ہی سے کچھ سبق حاصل کریں۔ اس روئے زمین پر نجد و حجاز اور یمن کی حکومتیں بھی ہیں۔ ان میں اسلامی حدود و تعزیرات نافذ ہیں۔ اس زمانے میں آسانی سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ وہاں چوری، رہزنی، ڈکیتی اور زنا کے کتنے واقعات ہوئے اور کتنے چوروں کے ہاتھ کاٹے گئے اور کتنے زانیوں کو کوڑے لگائے گئے۔ وہاں جرائم کا وجود ہے نہ مجرموں کا۔ وہاں نہ تو یہ جرائم ہوتے ہیں اور نہ ہاتھ کاٹنے اور کوڑے مارنے کی نوبت آتی ہے۔ اگر کبھی کبھار اکا دکا کوئی واقعہ پیش آجاتا ہے تو مجرم کو اس کی جو سزا ملتی ہے وہ عوام کی سبق آموزی کے لیے کافی ہوتی ہے۔ (تدبر قرآن سے ماخوز) اور جن ممالک میں ایسے مجرموں کو ''مہذب'' سزائیں دی جاتی ہیں وہاں پر ایسے جرائم کا ریکارڈ دیکھ لیں۔

نوٹ:2

میرے محدود مطالعہ کی حد تک زیر مطالعہ آیت۔ ۳ کے تین طرح سے ترجمے کئے گئے ہیں اور تینوں ترجمے درست ہیں۔ ایک یہ ہے کہ لَا یَنْكِحُ سادہ مضارع ہے اور اس کا ترجمہ ہے ''نکاح نہیں کرتا''۔ دوسرا یہ ہے کہ عربی میں فعل مضارع کبھی فعل نہی کے مفہوم میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس سے ملتا جلتا اسلوب اردو میں بھی ہے۔ کبھی ہم بچے سے کہتے ہیں ''اب کرو گے''۔ بظاہر یہ جملہ استفہامیہ ہے لیکن اس میں اصل مفہوم فعل نہی کا ہے کہ اب مت کرنا۔ اس لحاظ سے لَا یَنْكِحُ کا دوسرا ترجمہ ہے ''نکاح نہ کرے''۔ ان دونوں ترجموں کی صورت میں وَحُرِّمَ ذٰلِكَ میں ذٰلِكَ کا اشارہ نکاح کرنے کی طرف ہے یعنی کسی زانی یا مشرک مرد یا عورت کا نکاح کسی مسلمان مرد یا عورت سے حرام کیا گیا۔ اس ضمن میں ''امام احمدؒ کا فرمان ہے کہ نیک اور پاک دامن مسلمان کا نکاح بدکار عورت سے صحیح نہیں ہوتا جب تک وہ توبہ نہ کر لے۔ ہاں بعد از توبہ عقدِ نکاح درست ہے۔ اسی طرح سے بھولی بھالی پاک دامن عفیفہ عورتوں کا نکاح زانی اور بدکار لوگوں سے منعقد ہی نہیں ہوتا جب تک کہ وہ سچے دل سے اپنے اس ناپاک فعل سے توبہ نہ کر لیں۔'' (منقول از ابن کثیرؒ)

مادہ ''ن ک ح'' کی وضاحت میں امام راغب اصفہانیؒ نے مفردات القرآن میں لکھا ہے ''اصل میں نکاح بمعنی عقد آتا ہے اور بطور استعارہ جماع کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔'' اس لحاظ سے لَا یَنْكِحُ کا تیسرا ترجمہ ہے ''جماع نہیں کرتا''۔ اس ترجمہ کی صورت میں وَحُرِّمَ ذٰلِكَ میں ذٰلِكَ کا اشارہ عقد کے بغیر جماع کرنے یعنی زنا کرنے کی طرف ہے ''حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مراد اس آیت سے یہ ہے کہ زنا مسلمانوں پر حرام ہے۔'' (ابن کثیرؒ)

نوٹ:3

زیر مطالعہ آیت۔4۔5۔ میں تہمت لگانے کی سزا کا ذکر ہے۔ اس حکم کا مقصد یہ ہے کہ معاشرے میں لوگوں کے ناجائز تعلقات کے چرچے بند کر دیئے جائیں کیونکہ اس سے معاشرے میں بے شمار برائیاں پھیلتی ہیں۔ شریعت ایک طرف حکم دیتی ہے کہ اگر کوئی زنا کرے اور شہادتوں سے اس کا جرم ثابت ہو جائے تو اس کو وہ انتہائی سزا دو جو کسی اور جرم پر نہیں دی جاتی۔

اور دوسری طرف وہ فیصلہ کرتی ہے کہ وہ شخص کسی پر زنا کا الزام لگائے وہ یا تو شہادتوں سے الزام ثابت کرے ورنہ اس پر اسی کوڑے برسا دو تا کہ آئندہ کبھی وہ اپنی زبان سے ایسی بات بلا ثبوت نکالنے کی جرأت نہ کرے۔ بالفرض اگر الزام لگانے والے نے کسی کو اپنی آنکھوں سے بدکاری کرتے دیکھ لیا ہو تب بھی اسے خاموش رہنا چاہیے اور دوسروں تک اسے نہ پہنچانا چاہیے۔ البتہ اگر اس کے پاس گواہ موجود ہیں تو معاشرے میں بیہودہ چرچے کرنے کے بجائے معاملہ حکام کے پاس لے جائے اور عدالت میں جرم ثابت کر کے اسے سزا دلوائے۔ (تفہیم القرآن)

1349

1348